تاریخ میں مقام متعین اور ان علوم کی تاریخ کو اس طرح مرتب کرنا کہ قدیم علمی ذخیرے میں یورپ کی تحقیقات کی وجہ سے جو اضافہ ہوا ہے۔ ایشائی علوم پر ان کے اثرات واضح ہوسکیں ان تمام فکری تاریخوں کو اس طرح پیش کرنا کہ ایشیا والوں میں اس تمام علمی ذخیرہ کو غیر ملکیوں کی ملکیت سمجھ کر احساس کمتری نہ پیدا ہونے پائے بلکہ وہ اسے اپنے قدیم فکری سرمایہ سے وابستہ سمجھیں اور اپنی ملکیت تصور کریں۔

۴۔ فقہ اسلامی کی تاریخ اور اس کے ارتقاء کے مدارج مختلفہ کا مطالعہ اور مغربی فلسفہ قانون سے اس کا موازنہ کریں۔

۵۔ اسلامی ہیئت اجتماعی کی صالح نشو و نما کے لئے مناسب نظام تعلیم کی ضروریات کو واضح کرنا اور دین کی اساسی تعلیمات کو تدریجی نصاب کے ذریعہ مسلمانوں کی نئی نسل کے فکر و عمل کا جزو بنانا۔

۶۔ اس غرض کے لئے ابتدائی سے اعلیٰ جماعتوں تک کے لئے نصاب اور ضمنی مطالعہ کی کتابوں کا ایسا ذخیرہ تیار کرنا جس سے دین صرف چند عادات ظاہری کا نام نہ رہ جائے بلکہ ایک کیفیت ذہنی دروحی بنے جس کا اظہار اعمال میں ہو۔ یعنی ایسی تعلیم کے وسائل پیدا کرنا جو حقیقی دینی ذہنیت پیدا کرنے میں ممد ہو۔

۷۔ ممتاز محققین کو بیت الحکمت میں بلا کر ان کی صحبت و افکار سے اہل جامعہ کے لئے استفادہ کے مواقع فراہم کرنا۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا ارادہ تھا کہ اپنی پچیس سالہ سالگرہ کے موقع پر اس مبارک کام کی ابتدا کر دے۔ تجویز تھی کہ چھ ماہرین علوم عصری اور علماء دین کو اس بیت الحکمت میں مستقل طور پر رکھا جائے۔ اور ان کے یک جا رہنے کا انتظام کیا جائے۔ ضروری کتب حوالہ و مطالعہ کا ذخیرہ فراہم کیا جائے۔ باہر سے آنے والے طالبین اور محققین کے رہنے کے لئے مکان کا انتظام ہو۔ مگر بعد میں کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔

علی محسن صدیقی

# زوالِ خلافتِ عباسیہ
# اور
# خواجہ نصیر الدین طوسی

## (دوسری قسط)

بادشاہ (ہلاکو) نے ہمدان کے علاقے سے شوال ۶۵۵ھ میں پیش قدمی شروع کی۔ فوج کے میمنہ (بوقونجاق نوین[12] (نویان = سردار) اور بایجو نوین[13] (نویان) شہرزور اور دقوق کے کوہستان راستے سے اربل جانے والی شاہراہ پر مقدمۃ الجیش کے بطور روانہ ہوئے اور میسرہ کیت بوقا نوین[14] (نویان) وانکیانوین[15] (نویان) کریت اور بیات کے راستہ سے آگے بڑھے۔ اور قلب میں خود بادشاہ (ہلاکو) نے کرمان شاہان و حلوان کی راہ سے کوچ کیا۔ بغداد نے دوات دار کوچک (صغیر) فوج کے ساتھ آگے بڑھا اور یعقوبہ[16] و باجسری[17] کے درمیان نہر دیالی[18] کے کنارہ پر پڑاؤ کیا۔

بادشاہ (ہلاکو) نے بایجو کو حکم دیا تھا کہ دریائے دجلہ سے پار اتر کر مغربی سمت سے بغداد میں داخل ہو۔ بادشاہ نے حلوان پہنچ کر ساز و سامان وہیں چھوڑ دیا (بنہ آنجا رہا کرد) اور وہاں سے سواروں کے جریدہ روانہ ہوا۔ اس اثنا میں منگولوں کے یزک (ہراول) نے (خلیفہ کے ایک امیر) ایبک حلبی کو گرفتار کر کے (ہلاکو کے) سامنے پیش کیا۔ اس نے سچ سچ بات بتانے کا اقرار کیا، اسے لئے اسے امان دے کر ہراول دستے میں شامل کر لیا گیا۔ (وہ منگولوں کی فوج کا راہ نما بن گیا اور لشکر کے آگے آگے راہ نمائی کرتا ہوا چلا[19]

خوارزم شاہیوں کی نسل کا ایک شاہزادہ (جوق سلطان) بھی منگولوں کے یزک (ہراول دستہ) میں موجود تھا اس نے خلیفہ کے لشکریوں کو خط لکھا کہ "ہم اور تم ایک ہی جنس سے ہیں، ہیں نے منگولوں کی اطاعت قبول کر کے ان کی ماتحتی اختیار کر لی ہے۔ یہ لوگ میرے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ تم لوگ بھی اپنی جانوں پر رحم کھاؤ، ان کے مطیع ہو جاؤ، تاکہ (ان کے مظالم سے) نجات پا جاؤ۔" اس نے یہ خط قراسنقور (زنانی بغدادی امیر) کے نام لکھا تھا۔ وہاں سے اس کا جواب آیا کہ "ہلاکو کیا مال ہے (ہلاکو را چہ محل باشد) کہ بنو عباس کے ساتھ جنگ کی نیت سے پیش قدمی کرے، کیونکہ اس دولت (حکومت و خلافت) نے اس جیسے بہتیرے دیکھے ہیں۔ اگر وہ صلح کا خواہاں ہوتا تو یہاں تک دھاوے مارتا نہ آتا اور خلیفہ کی مملکت کو تہس نہس نہ کرتا اب بھی اگر وہ ہمدان لوٹ جائے اور عذر خواہی کرے تو میں دوات دار کوچک (صغیر) سے سفارش کر سکتا ہوں کہ وہ خلیفہ کو صلح پر راضی کر دے" جب یہ خط بادشاہ ہلاکو کے پاس پہنچا تو وہ ہنسا اور کہا کہ "اللہ ہی کا حکم ہے اور جو اس کی مرضی ہوگی وہی ہوگا۔"

جب سوغونجاق اور بایجو نے دریائے دجلہ پار کر لیا تو اہل بغداد کو ان کا پتہ چلا۔ انھوں نے یہ سمجھا کہ یہ لشکر ہلاکو بادشاہ کا ہے جو اصل راستے سے ہٹ کر اس طرف مڑ گیا ہے چنانچہ دوات دار (صغیر) نے بعقوبہ سے لشکر کا پڑاؤ اٹھا لیا، دجلہ پار کر کے بغداد آیا اور وہاں سے دجلہ کو مغربی سمت میں کاٹ کر انبار پہنچ گیا۔ جہاں اس کا مقابلہ سوغونجاق سے ہوا جو منگولوں سے فتح کا مقدمہ تھا۔ دوات دار (صغیر) نے سوغونجاق کے لشکر کو شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جب یہ بھگوڑے منگول بایجو نوتن کی فوج کے قریب پہنچے تو اس نے پلٹ کر دوات دار (صغیر) پر حملہ کیا، اسے شکست دے دی اور بہت بڑی تعداد میں لوگوں کو جان سے مار ڈالا۔ یہ شکست خوردہ فوج بغداد لوٹ آئی (اسی دوران) بادشاہ ہلاکو سرِ دیالی کے قریب پہنچ گیا تھا۔ وہاں بغدادیوں نے کوئی کشتی نہ چھوڑی، سو اس نے گھوڑے پانی میں ڈال دیئے، اور بغداد کے دروازے پر آ کر رکا۔ یہاں سے اس نے بوقاتیمور کو بغداد کے مغربی سمت کی جانب روانہ کیا، بادشاہ نے منتصف (پندرہ) محرم ۶۵۶ھ کو بغداد کے دروازے پڑاؤ کیا، اس نے حکم دیا کہ بغداد کے گرداگرد دیوار تعمیر کریں جسے ان کی اصطلاح میں جسیبر[۲۱] کہتے

ہکتے ہیں۔ ایک رات دن میں اس جانب (جانب شرقی) سے بادشاہ ہلاکو کے لشکر نے اور بوقا تیمور، سوغونجاق و بایجو نوین نے مغربی جانب سے ایک بلند دیوار تعمیر کردی اور شہر کی جانب سے اندرونی دیوار میں ایک بڑی خندق بنا کر انھوں نے اس میں منجنیق (قلعہ شکن سنگی آلات وانواپ) نصب کیں اور جنگ کا ڈول ڈالا۔

خلیفہ نے صاحب دیوان (فخرالدین[۲۲] ابوطالب احمد بن دامغانی) اور ابن درنوس[۲۳] (نجم الدین الحاس عبدالغنی) کو تھوڑا سا تحفہ دے کر ہلاکو کے پاس روانہ کیا، کیونکہ اسے اس کے امراء نے یہ پٹی پڑھائی تھی کہ اگر بڑا تحفہ بھیجا گیا تو منگول یہ کہیں گے کہ یہ لوگ نہایت خوف زدہ ہیں، اس لئے تھوڑے سے تحفہ پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ (جب یہ سفارت پہنچی تو) بادشاہ نے فرمایا کہ دوات دار (صغیر) اور سلیمان شاہ کیوں نہ آئے؟ خلیفہ نے جواب بھیجا کہ بادشاہ نے فرمایا تھا کہ وزیر، دوات دار یا سلیمان شاہ میں سے کوئی ایک باہر آکر اس کی خدمت میں باریاب ہو، سو میں نے اپنا وعدہ پورا کردیا اور وزیر[۲۴] کو جو ان میں سب سے بڑا تھا، بادشاہ کے ہاں بھیج دیا۔ اب بادشاہ کو بھی چاہیئے کہ اپنی بات پر قائم رہے اور ان دونوں (دوات دار اور سلیمان شاہ) کو طلب نہ کرے۔ بادشاہ نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ یہ بات تو میں نے اس وقت کہی تھی جب میں ہمدان میں تھا اب میں بغداد کے دروازہ پر مقیم ہوں اور یہ سارے واقعات گزر چکے ہیں، میں صرف ایک پر کیسے اکتفا کروں ان تینوں کو روانہ کرنا ضروری ہے۔

مختصر یہ کہ جب لڑائی کا سلسلہ شروع ہوگیا تو بادشاہ (ہلاکو) خود شہر کے مشرقی سمت میں برج عجم[۲۵] کے مقابل پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا، کیت بوقا کا لشکر اس جگہ میں توس (تیر دکمان) سے جنگ کر رہا تھا۔ (دلشکر کیت بوقا آنجا بقوس جنگ می کردند) بلنائی دستبائی شہر کے دائیں جانب تھے۔ بوقا تیمور نے مغربی سمت میں جہاں باغ بقل ہے اور سوغونجاق و بایجو نوین نے اس جانب سے جہاں سے بیمارستان عضدی[۲۶] ہے جنگ کا آغاز کیا۔ ۲۲ محرم ۶۵۶ھ سے چھ رات دن سخت لڑائی ہوئی (اس موقع پر) بادشاہ (ہلاکو) کے حکم سے یہ فرمان لکھ کر "سادات، دانش مندوں اور نصاریٰ کے علماء و عوام، مشائخ اور ان لوگوں کو جو ہمارے ساتھ جنگ نہ کریں، ہماری جانب سے امان دی جاتی ہے"، تیروں میں لپیٹ کر شہر میں چھ سمتوں سے پھینکوا دیا گیا۔ مختصر یہ کہ ان لوگوں

نے رات دن گھمسان کی لڑائی لڑی۔ یہاں تک کہ ۲۸ محرم ۶۵۶ھ کو پہنچتے ہی (منگولوں کا) لشکر (شہر پناہ کی) دیوار تک جا پہنچا۔ سب سے پہلے منگولوں نے برج عجم پر حملہ بولا اور اس جانب سے شہر پر چڑھ گئے۔ انہوں نے مدافعین کو پیچھے دھکیلتے ہوئے نماز پیشین (نماز ظہر) تک اس فصیل کو بغدادیوں سے چھین لیا۔ (یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ) محاصرہ کے دوران بغداد کے مشرقی و مغربی (سمتوں میں) دیوار تعمیر کرتے وقت بادشاہ (ہلاکو) نے حکم دیا تھا کہ بغداد کے نشیبی و بالائی حصوں کی کشتیوں کو پکڑ کر تمام پلوں کو بند کر دیا جائے اور منجنیق و نفط (آتش زنی) کے آلات سے مسلح دیدبان ان پر مقرر کر دیئے جائیں جب لڑائی کا زور بڑھا تھا تو دوات دار نے چاہا تھا کہ کسی پر بیٹھ کر نشیبی جانب بھاگ جائے منگولوں کو اس بات کا پتہ چل گیا تھا۔ (این سخن بمغولان رسیده بود) انھوں نے منجنیق اور تیر چلائے تھے جس سے دوات دار (صغیر) بھاگ کر واپس بغداد چلا گیا تھا۔ منگولوں نے اس کی تین کشتیاں چھین لی تھیں، ان میں سوار آدمیوں کو مار ڈالا تھا اور ان کے ہتھیار (ہلاکو) کی خدمت میں پیش کئے تھے (اسی دار و گیر میں) علویوں کا نقیب بھی مارا گیا تھا جب (منگولوں نے) فصیل پر قبضہ کر لیا تو بادشاہ (ہولاکو) نے حکم دیا کہ اہل شہر اس کو مسمار کر دیں (اس کے بعد) قاصدوں کی آمد و رفت شروع ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ دوات دار (صغیر) اور سلیمان شاہ[27] شہر سے باہر آئیں، خلیفہ چاہے تو باہر آئے اور نہ چاہے تو نہ آئے۔ خلیفہ نے اپنے منجھلے بیٹے کو دوات دار (صغیر) اور سلیمان شاہ کے ہمراہ باہر (ہلاکو کی خدمت میں) بھیجا۔ (ہلاکو کے حکم سے) دوات دار (صغیر) واپس بغداد گیا اور (ہلاکو نے) سلیمان شاہ سے کہا کہ (بغداد کے) بہت سارے سپاہی ہمارے ساتھ آ ملے ہیں، تم شہر میں واپس جا کر اپنے آدمیوں کو باہر لاؤ۔ (جب یہ شہر سے نکل کر ہلاکو کے معسکر میں آ گئے تو) دوسرے دن ان کا کام تمام کر دیا گیا (اس دوران) شہر کے باشندوں نے شرف الدین مراغی[28] اور شہاب الدین زنگانی[29] کو ہلاکو کی خدمت میں بھیج امان چاہی اس کے بعد جب خلیفہ نے یہ دیکھا کہ بات بگڑ گئی ہے اور کچھ بھی باقی نہ رہا تو (ہلاکو سے) شہر سے باہر آنے کی اجازت مانگی۔ وہ (خلیفہ) ۴ صفر ۶۵۶ھ کو اپنے بیٹے اور خواص ائمہ، سادات و مشائخ کے ہمراہ شہر سے باہر آیا اور بادشاہ (ہلاکو) سے ملاقات کی۔ اسے منگولوں نے کلواذی[30] کے دروازے (کے قریب) ٹھہرایا۔ اس کے بعد (ہلاکو) کے حکم سے شہر کو لوٹا گیا۔

بادشاہ (ہلاکو) خلیفہ کے مطالعہ خانہ میں گیا۔ ہر سمت گھوم پھر کر اس کا معائنہ کیا۔ پھر (اس کے حکم سے) خلیفہ کو حاضر کیا گیا۔ خلیفہ نے نذرانے پیش کیے۔ جو کچھ لایا گیا بادشاہ نے اسی وقت اپنے خواص، امراء، لشکریوں اور حاضرین میں تقسیم کر دیا۔ اور سونے سے بھرا ہوا ایک طباق خلیفہ کے سامنے رکھا کہ اسے کھاؤ۔ خلیفہ نے کہا اسے کیسے کھایا جا سکتا ہے؟ اس پر ہلاکو بولا کہ "پھر تو نے اسے کیوں حفاظت سے رکھ چھوڑا تھا، اسے لشکریوں کو کیوں نہ دے دیا، اور جو یہ لوہے کے دروازے ہیں ان کے پیکان نہ بنوائے اور دریائے جیحون کے کنارے آ کر (میرا راستہ کیوں نہ روکا) تاکہ میں اس کے پار نہ اتر سکتا؟" خلیفہ نے اس کے جواب میں کہا کہ خدا کی تقدیر (منشاء حکم) یہی تھی۔ ہلاکو نے کہا کہ جو کچھ تجھ پر گزرے گی وہ بھی تقدیر الٰہی (خدا کا حکم) ہی ہوگی۔ رات کے وقت (ہلاکو) یہاں سے واپس (اپنے معسکر میں بیرون شہر) چلا گیا اور خلیفہ کو حکم دیا کہ وہ عورتیں جو اس کے اور اس کے بیٹوں کے ساتھ وابستہ ہیں (پیوستہ اند) انھیں (اس کے معسکر) میں لایا جائے۔ لوگ (منگول) خلیفہ کے محل سرا میں گھس گئے (وہاں) سات سو عورتیں اور تیرہ سو خدام تھے (انھیں پکڑ لیا گیا) اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو متفرق و منتشر کر دیا گیا۔ جب منگول شہر کو ایک ہفتہ تک جی بھر کر لوٹ چکے تو (باقی ماندہ) شہریوں کو امان دے دی گئی[۳۱]۔ ۱۴ صفر (۶۵۶ھ) کو بادشاہ (ہلاکو) نے شہر کے دروازے سے کوچ کیا اور خلیفہ کو بلوا بھیجا (منگول خلیفہ کو بغداد کے قریب ایک گاؤں میں[۳۲] ہلاکو کے پاس لائے) بعد ازاں ان کے منجھلے بیٹے کو پانچ، چھ خادموں کے ساتھ وہاں لائے۔

اسی دن اسی (گاؤں) میں (خلیفہ کا) اس منجھلے بیٹے کے ساتھ کام تمام کر دیا گیا۔ دوسرے دن اس کے بڑے بیٹے اور اس کے ساتھ کے ساتھ لوگوں کا کلواذی کے دروازے پر خاتمہ کر دیا گیا[۳۳] اور (حرم سرائے خلیفہ کی) عورتوں اور خادموں کو آپس میں بانٹ لیا گیا۔

بادشاہ (ہلاکو) نے اس جگہ سے دوسرے دن کوچ کیا اور وزیر، صاحب دیوان اور ابن درنوس کو واپس روانہ کر دیا۔ اس نے وزیر کو منصب وزارت پر، صاحب دیوان کو اس کے عہدۂ صاحب دیوانی پر اور ابن درنوس کو اوزان[۳۴] کی سربراہی پر اور راستو بہادر[۳۵]

کو شہر کی کوتوالی (شحنگی) پر مامور کیا۔ اس نے روانگی کے وقت یہ حکم دیا کہ بغداد کو (پھر سے) آباد کریں۔ کشتوں کی لاشوں اور مردہ چوپایوں کے ڈھانچوں کو اٹھوا کر پھنکوائیں۔ اور بازاروں کو بسائیں۔ یہاں سے بادشاہ کامیاب و فتح مند سیاہ کوہ[۳۶] کے مقام پر آ کر خیمہ زن ہوا بادشاہ بہادر کی مظفر و منصور بارسیاہ کوہ آمد) اور بوقا تیمور کو حلہ و واسط کا گورنر نامزد کیا۔ حلہ والے پہلے ہی ہلاکو کے مطیع ہو چکے تھے[۳۷] جب بوقا تیمور وہاں پہنچا تو ان کی جانچ کی۔ (اہل حلہ کی اطاعت شعاری کا عملی مظاہرہ دیکھا) پھر وہاں سے وہ واسط[۳۸] آیا۔ یہاں ایک ہفتہ تک قتل و غارت گری کرتا رہا۔ پھر وہ (واسط سے) لوٹ کر ششتر آیا وہ اہل شہر کے اطاعت پذیری کے خیال سے شرف الدین ابن الجوزی کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ مگر ششتر کے باشندوں نے اطاعت قبول نہ کی اور منگولوں سے ان کا مقابلہ ہوا) اور (یہاں کے) فوجی اور ترکوں میں سے کچھ تو بھاگ کچھ مارے گئے اور جو زندہ بچے وہ منگولوں کے مطیع ہو گئے[۳۹] کوفہ و بصرہ پر چڑھائی کی غرض سے کوئی لشکر نہ گیا، کیونکہ بے لڑے بھڑے وہاں کے لوگ (منگولوں کے) مطیع ہو گئے تھے۔[۴۰و۴۱]

# ”حواشی“[۳]

[۱] اس ذیل کے عنوانات مختلف مخطوطات میں مختلف ہیں، میں نے نسخہ کتابخانہ ملی پریس و نسخہ انڈیا آفس لندن کے عنوان کو سرنامہ قرار دیا ہے کہ وہ بایں عنوان ہے ”کیفیت واقعہ بغداد از نسخہ مرحوم افضل العالم استاد البشیر نصیر الحق والدین محمد بن محمد الطوسی رحمۃ اللہ“ مگر نسخہ ملکی آقائی محمد بن عبدالوہاب قزوینی میں اس ذیل کا عنوان یوں ہے ”کیفیت فتح بغداد و واقعہ مستعصم خلیفہ و قتل ذہب آنجا منقول از نسخہ مرحوم سعید مفخر الحکماء استاد البشیر خواجہ نصیر الملت والحق والدین محمد بن محمد الطوسی علیہ الرحمۃ“ یہ عنوان نیکی بن مسعود بن محمد بن مسعود کی تاریخ میں جس کا قلمی نسخہ کتابخانہ ملی پریس میں موجود ہے یوں ہے ”در ذکر توجہ ہلاکو خان در تابع کہ بر خلیفہ مستعصم و اتباع او و اہل بغداد واقع گشت منقول از ترجمہ جہاں گشائی منقولات از نسخہ ملک الحکماء خواجہ نصیر الدین

محمد بن محمد الطوسی نور قبرہٗ۔

۲ھ ہلاکو خان منگول حکمران تولوی خان کا چوتھا بیٹا تھا اور یہ تولوی خان چنگیز خان کا پسر چہارم تھا۔ ۶۱۵ھ میں پیدا ہوا۔ ۶۵۰ھ میں اس کے بھائی منگوقاآن نے اسے بلاد عربیہ یعنی ایران، عراق، شام، مصر، روم و آرمینیہ کی حکومت عطا کی اور اس خطے کے غیر مفتوح علاقوں کی تسخیر کا کام اس کے سپرد کیا، اس نے مراغہ کو اپنا مستقر بنایا، ملاحدہ و اسماعیلیہ کے قلعوں کو فتح کرکے ۶۵۴ھ میں ان کے امام رکن الدین خور شاہ کو زیر کیا مگر امان دینے کے باوجود منگوقاآن کے حکم سے خورشاہ کو مع اہل خاندان قتل کر دیا گیا۔ ۶۵۶ھ میں یہی حال بغداد کا ہوا، اور دارالسلام کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ اس کے بعد ہلاکو خان کی سپاہ نے حلب و شام کے میدان مارے لیکن مصر میں پیش قدمی کے دوران مملوک سلطان قطز نے فلسطین میں عین جالوت کے مقام پر ۶۵۸ھ میں اس کے سپہ سالار نے کیتبوقا کو عبرتناک شکست دے کر مار ڈالا، ہزاروں منگول مارے گئے اور شام کے علاقے ان کے تصرف سے نکل گئے۔ اس زمانے میں ہلاکو کو عمزاد برکائی خان سے کہ رئیس دشت قبچاق تھا پرخاش ہوئی اور وہ داخلی تنازعات میں الجھ گیا۔ ہلاکو کی بیوی دوقوز خاتون قوم کرایت سے تعلق رکھتی تھی اور مذہباً عیسائی تھی، اس کے اثر سے ہلاکو کے زمانے میں عیسائیوں کو بڑا عروج ہوا۔ تمام ممالک مفتوحہ میں نئے گرجا تعمیر گئے گئے، اور چونکہ یہ خاتون ہلاکو کو اس کے باپ تولوی خان سے ملی تھی اس لئے اور بھی تیز اس لئے کہ منگوقاآن نے ہلاکو کو اس سے ہر معاملہ میں مشورہ لینے کی تاکید کی تھی، حکومت کے امور میں اس کا بڑا عمل دخل تھا، ہلاکو ۴۸ سال کی عمر میں مراغہ کے قریب ۶۶۳ھ میں ہلاک ہوگیا اور کوہ شاہو کے قریب دفن کیا گیا (مزید مطالعہ کے لئے جہاں کشای، جامع التواریخ اور وصاف وغیرہ کتب سے رجوع کریں۔

۳ھ ملاحدہ سے اسماعیلیۂ مشرق یا حسن بن صباح کے پیرو مراد ہیں، مشرق میں ان کی حکومت ۴۸۳ھ میں کہ نظ الموت کے اعداد بھی یہی ہیں، شروع ہوئی اور ۶۵۴ھ میں ہلاکو کے ہاتھوں ان کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا۔ ان کے حکمرانوں کی تعداد سات ہے جو الموت کے مرکز سے دنیائے اسلام میں ۱۷۷ سال تک قتل، غارت گری و انتشار کے بانی مبانی تھے۔ ملاحدہ پر ہلاکو کے حملوں اور ان کی تباہی میں خواجہ نصیر الدین طوسی کا بھی ہاتھ ہے کہ وہ شروع شروع انہیں کے دربار

ستے دواب نہ تھے اور بعد میں ہلاکو کے ناک کے بال بن گئے تھے - انھوں نے ملاحدہ کی تباہی پر جو قطعہ تاریخ کہا تھا اسے جامع التواریخ سے نقل کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا فرماتے ہیں ؛

سالِ عرب چو ششصد و پنجاہ و چار شد یکشنبہ اول مہ ذی القعدہ بامداد
خود شاہ پادشاہ سماعیلیان ز تخت برخاست پیش تخت ہلاکو بایستاد

(مزید مطالعہ کی غرض سے جہاں گشای جوینی جلد سوم، جامع التواریخ رشید الدین جلد سوم، تاریخ وصاف اور قدیم ماخذ سے رجوع کریں)-

۴ے خواجہ کے اس بیان کی تائید جامع التواریخ سے نہیں ہوتی کہ ہلاکو نے ملاحدہ پر حملے کے وقت خلیفے سے مدد طلب کی تھی - البتہ ملاحدہ کی بربادی کے بعد ہمدان سے طویل مراسلت کا سلسلہ فریقین میں ضرور شروع ہوا اور اپنے خطوط میں ہلاکو نے وزیر، دوادار اور سلیمان شاہ کی حاضری کا اس غرض سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ خلیفہ تک اس کی بات صحیح صحیح پہنچا دیں اور خلیفہ اس کا مطیع ہو جائے ، خواجہ کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل بحث ان تین امراء میں سے کسی ایک کے ہمدان بھیجنے سے متعلق تھی ، حالانکہ اصل مسئلہ خلیفہ کی اطاعت ، بغداد کی فصیلوں کا انہدام اور سپاہ کا علیحدہ کر دینا تھا - (مزید تفصیل کے لئے جامع التواریخ جلد سوم صفحات ۳۹ بعد کا مطالعہ مفید ہوگا - خواجہ کی اختصار پسندی نے بعض واقعات میں الجھاؤ پیدا کر دیا ہے)-

۵ے مویدالدین ابو طالب محمد بن احمد علقمی ادب ، کتابت و مراسلہ نگاری میں ممتاز تھا ، کتابوں کا شوقین تھا اور اس کا نجی کتب خانہ دس ہزار کتابوں پر مشتمل تھا ، وہ علماء کی سرپرستی کے لئے بھی شہرت رکھتا تھا ، اور ابن ابی الحدید سے نہج البلاغۃ کی ضخیم شرح اُسی نے لکھوائی تھی - آخری عباسی خلیفہ المستعصم باللہ نے اپنے باپ کے وزیر نصیر الدین احمد کے انتقال کے بعد اسے وزارت کے منصب پر فائز کیا اور وہ انتزاع خلافت عباسیہ تک اس عہدہ پر بنا رہا - خلیفہ کی شہادت اور اس کے خاندان کی تباہی کے بعد بھی ابن العلقمی ۲ جمادی الاخریٰ ۶۵۶ھ یعنی سقوط خلافت کے چار ماہ بعد اپنی موت تک منگولوں کی جانب سے بغداد کا وزیر رہا ، اس کی موت کے بعد یہ منصب اس کے بیٹے شرف الدین ابو القاسم کو عطاء کیا گیا - بغداد پر ہلاکو کے قبضے کے بعد جب شہر میں آگ اور خون کا کھیل کھیلا جا رہا تھا ، ابن العلقمی پر عباسی عہد

کے مورخین غداری کا الزام لگاتے ہیں کہ وہ در پردہ ہلاکو سے ملا ہوا تھا۔ اور خلیفہ کی باتوں سے اُسے آگاہ کرتا رہتا تھا۔ اس نے بغداد کی سپاہ کو منتشر کرا دیا تھا۔ اپنے غلط مشوروں سے خلیفہ کو تاریکی میں رکھا۔ اور بغداد پر ہلاکو کو آزادی سے قابض کرا دیا، اس کے بعد اس نے اہل بغداد کے قتل عام میں حصہ لیا اور خلیفہ کو بھی مروانے میں بھی اس کا مشورہ شامل تھا۔ ابن خلدون نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ خلیفہ کی لاش پر بھی ابن العلقمی کو ترس نہ آیا اور اس نے اسے اپنے پاؤں سے روند کر دشمنی کی آگ بجھائی۔ ابن الطقطقیٰ نے الفخری میں ابن العلقمیٰ کے خلاف اس الزام کا ذکر کیا ہے، مگر اس کی صحت سے اس بناء پر انکار کیا ہے کہ اگر وہ غدار ہوتا تو ہلاکو جیسا شخص اس پر اعتماد کر کے اس کے درجات بلند نہ کرتا۔ ابن الطقطقیٰ کی یہ دلیل عجیب ہے کہ جو بات الزام کے ثبوت میں پیش کی جا رہی ہے اُسی سے وہ الزام کی تردید کرنی چاہتا ہے۔ یہ اعتماد جو ابن العلقمی پر ہلاکو کو تھا وہ اس کی وفاداری و خلافت کے خلاف سازش کا ثمرہ ہی تو تھا، منگولوں کے مورخ رشید الدین کو اس امر کا اقرار ہے کہ خواجہ طوسی نے ہلاکو کو خلیفہ کے قتل اور بنو عباس کی بربادی کا مشورہ دیا تھا۔ ابن الطقطقیٰ نے بھی خواجہ کا نام لئے بغیر اس کا اعتراف کیا ہے، یہ بھی مسلم ہے کہ وزیر اور خواجہ میں گہری چھنتی تھی اور دوران محاصرہ ان کی طویل ملاقاتیں بھی ہوئی تھیں۔ بغداد کے امراء بھی شہر کی تباہی سے کم از کم دو سال پہلے یعنی ۶۵۴ھ میں بھی ابن العلقمی پر ہلاکو سے ساز باز اور منگولوں کے لئے جاسوسی کرنے کا الزام لگاتے تھے اور رشید الدین نے بھی اس کا جابجا ذکر کیا ہے۔ خواجہ بھی دبی زبان سے اس کا اقرار کرتے ہیں، اسی لئے ابن العلقمی پر خلافت کی تباہی، بغداد کی بربادی اور مسلمانوں کے قتل عام کی سازش کا الزام درست معلوم ہوتا ہے۔ (ملاحظہ فرمائیے الفخری ص ۱۰۲، ۲۴۹ - جامع التواریخ ص ۲ : ۳۹، ۴۰، ۴۱ - و بعدا ابن خلدون بروتیع و وصاف وغیر ذلک)

۶۵ ذیل کے تینوں نسخوں میں "استران" بمعنی خچر ہے۔ مگر ذیل کے عربی ترجمہ یعنی ابن العبری کی مختصر الدول میں اس کا ترجمہ "البغال والجمال" ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن العبری کے مطالعہ میں جو نسخہ ہوگا اس میں یہ لفظ بے نقطہ ہوگا یعنی "اسران" اس لئے اس نے اس لفظ کو "اشتران و استران" یعنی الجمال والبغال یعنی اونٹ اور خچر سمجھا۔ میں نے بھی ترجمہ میں ابن العبری کی محتاط روش کی

پیروی کی ہے۔

۷ امیر الحاج، مقدم الجیوشی مجاہد الدین ابو الیامن ایبک المستنصری معروف بہ دوات دار صغیر یا کوچک ابتداء میں خلیفہ مستنصر باللہ عباسی کے خواص وابستگان میں تھا۔ مستعصم باللہ کے عہد خلافت میں ترقی کرکے اس کی خلافت کے اہم اشخاص اور ارکان دولت میں محسوب ہوئے۔ ۶۳۲ھ میں موصل کے حکمران بدر الدین لولو کی صاحبزادی اس کے حبالہ نکاح میں آئی۔ بغداد میں منگولوں کی چڑھائی کے دوران اس نے بڑی بہادری سے شہر کا دفاع کیا۔ اور ہلاکو کی دست وبرد سے خلیفہ کو محفوظ رکھنے میں سر دھڑ کی بازی لگادی، ۲۵ صفر ۶۵۶ھ کو ہلاکو کے حکم سے شہید کردیا گیا، اس کی یادگار ایک بیٹا جلال الدین نامی تھا جسے منگول اپنے ساتھ لے گئے اور انہیں کی نگرانی میں اس کی پرورش ہوئی مگر وہ ان وحشیوں کی قید سے بھاگنے کی گھات میں لگا رہا۔ آخر ۶۶۲ھ میں مشہد امام حسین کی زیارت کے بہانے اپنے متعلقین کے ساتھ بغداد سے نکلا اور بھاگ کر شام چلا گیا۔ جہاں ممالک مصر کی عملداری تھی۔ (دوات دار صغیر کے حالات کے لئے جامع التواریخ، طبقات ناصری وصاف، الفخری، تاریخ ابوالفداء اور سبکی کی طبقات الشافعیہ کا مطالعہ مزید معلومات کے لئے مفید ہوگا)۔

۸ خواجہ طوسی نے یہاں "ترکان" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ترکوں سے مراد منگول ہیں کیونکہ شروع شروع لوگ منگولوں کو ترکوں ہی کا ایک گروہ سمجھتے تھے اور ان دو قوموں میں فرق انھیں معلوم نہ تھا ابن العبری کا مختصر الدول مطبوعہ بیروت ۱۸۹۰ئہ میں فارسی عبارت کا جو ترجمہ ہے اس سے بھی اس کی بھی تائید ہوتی ہے وہاں منقول ہے کہ انّ الوزیر لب شاں نفسہ مع التتار و معوب دم تسلیمنا الیھم (وزیر تاتاریوں کے ساتھ اپنا کام بنا رہا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے سپرد کردے)

۹ شہاب الدین سلیمان شاہ ابوہ برجم ترکوں کے مشہور قبیلہ ابوہ کا سردار تھا۔ اس کا قبیلہ کردستان ولرستان کے علاقے میں اقامت پذیر تھا۔ سلیمان شاہ کردستان کا حاکم تھا اور اس کا مقر قلعہ بہار یا دہار تھا۔ اسے اس خطہ کی سیاست میں بڑا دخل رہا ہے اور ۶۱۰ھ تا ۶۵۲ھ کے اہم واقعات میں اس کا ذکر بار بار آیا ہے۔ سلطان جلال الدین منکبرنی سے بھی اس کے

تعلقات رہے ہیں اور سلطان سے ۶۲۱ھ میں اس کی بیٹی کا نکاح بھی ہوا خلیفہ المستنصر کے دور میں اس کی اہمیت بڑھی اور قرب و جوار کے امراء و حکام کے ساتھ اس کے تعلقات مصاہرت مستحکم ہوئے اپنی عمر کے آخری بیس سالوں میں وہ بغداد ہی میں رہا اور وہاں کی سیاست میں اسے اہم مقام حاصل رہا۔ خلیفہ المستعصم کے ارکان دولت میں اس کا مرتبہ نہایت بلند تھا اس لئے ہلاکو اسے گرفتار یا مطیع بنانے کی غرض سے اس کی حاضری کا بار بار مطالبہ کرتا رہا تاکہ اس کے ہٹتے ہی خلیفہ کی قوت ٹوٹ جائے۔ آخر بغداد کے سقوط کے بعد دوات دار صغیر کے ہمراہ حسب الطلب ہلاکو کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بڑی آؤ بھگت اور حکم دیا کہ شہر میں جاکر اپنے اہل و عیال و متعلقین کو لے کر معسکر شاہی میں آئے۔ یہ دونوں مطمئن ہو کر واپس بغداد گئے اور جب اپنے آدمیوں کے ہمراہ ہلاکو کے لشکر میں واپس آئے تو روز جمعہ ۲ صفر ۶۵۲ھ کو انہیں شہید کر دیا گیا سلیمان شاہ کے ساتھ اس کے تمام متعلقین کو مروا دیا گیا سلیمان شاہ عالم فاضل اور فارسی کا اچھا شاعر تھا۔ مزید حالات کے لئے دیکھئے۔ راوندی کی راحۃ الصدور، ابن اثیر کی تاریخ، سفری کی سیرۃ جلال الدین منکبرنی، جوینی کی جہاں گشاء۔ منہاج کی طبقات، ناصری، جامع التواریخ و وصاف)۔

۱۰ درنکی، کا لفظ مختلف نسخوں میں مختلف املا سے لکھا گیا ہے اور یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ صحیح لفظ کیا ہے۔

۱۱ یہ صاحب مشہور محدث، مورخ، واعظ و مصنف شیخ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ کے پوتے اور محی الدین ابو محمد یوسف مقتول ۶۵۶ھ کے بیٹے ہیں۔ ان کے والد محی الدین خلیفہ المستعصم کے استاذ دار یعنی خلیفہ کے ذاتی آمد و خرچ کے نگران اور اس کے حساب کتاب کے ذمہ دار یا عہد حاضر کی اصطلاح میں ناظر تھے اور ساتھ ہی ساتھ مدرسہ مستنصریہ میں فقہ حنبلی کی تدریس اور بغداد میں شعبہ احتساب سے بھی وابستہ تھے۔ یہ خلیفہ کے سفیر و نمائندہ کی حیثیت سے بھی سلاطین و امراء کے درباروں میں جاتے رہتے تھے۔ ۱۳ ذی القعدہ ۵۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد کے سقوط کے وقت اپنے اہل خاندان کے ساتھ ۶۵۶ھ کے اوائل میں شہید ہوئے ان کے بیٹے شرف الدین عبداللہ ابن الجوزی جن کا خواجہ طوسی کی تحریر میں ذکر ہے۔

مدرسہ بشیریہ میں مدرس اور بغداد میں منصب احتساب پر فائز تھے۔ ہلاکو کے ہاں خلیفہ کے سفیر کی حیثیت سے کئی بار گئے اور بغداد کے محاصرہ کے دوران منگول سردار بوقاتیمور کے ساتھ شستر اور خوزستان بھیجے گئے تاکہ وہاں کے لوگوں سے منگولوں کے آگے ہتھیار ڈلوادیں وہ بغداد کے سقوط کے ایک ماہ کے بعد اشہر میں واپس آئے مگر بعض مورخین کا بیان ہے کہ وہ بغداد کے قتل عام میں شہید ہوئے۔ بہرکیف خواجہ طوسی جو فتح بغداد کے وقت موجود اور واقعہ کے عینی شاہد ہیں ان کا بیان دوسروں سے زیادہ معتبر ہے انھیں شرف الدین عبداللہ ابن الجوزی کے ایک اور بھائی جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمن بن محی الدین یوسف بن جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی الکبیر تھے۔ یہ بھی مدرسہ مستنصریہ بغداد کے مدرس، واعظ اور بغداد کے محتسب تھے واقعہ بغداد میں یہ بھی شہید ہوئے مشہور فارسی شاعر و نثر نگار شیخ سعدی شیرازی کے استاد یہی ہیں نہ کہ ان کے جدامجد جو انھیں کے ہم نام، ہم کنیت و لقب ہیں (مزید مطالعہ کی غرض سے الفخری، جامع التواریخ مختصر طبقات حنابلہ سے رجوع کیجئے)۔

۱۱؎ سوغونجاق، سوقونجاق، سقنجاق نوین سدون نویان کا بیٹا اور منگولوں کے قبیلہ سلدوس سے تعلق رکھتا تھا۔ ہلاکو کے ہمراہ ۶۵۱ھ میں ایران آیا اور تمام جنگوں میں اس کے ساتھ رہا۔ اباقاخان بن ہلاکو کے دور میں منصب نیابت خصوصاً بلاد فارسی و بغداد کی امارت پر فائز رہا، عطاء ملک جوینی اس کی نیابت میں بغداد کا حاکم تھا۔ ارغون بن اباقاخان کے عہد حکومت میں فوت ہوگیا۔ (جہاں گشائی، جامع التواریخ، وصاف و مختصر الدول میں اس کا ذکر کسی قدر تفصیل سے موجود ہے)۔

(جاری ہے)

## بقیہ صفحہ ۱۴

ان کے بعد بیعت عامہ ہوئی۔ (ماہنامہ "الرشید" ساہیوال شمارہ جمادی الاخری ۱۴۰۷ھ)

اس امارت کے متعلق اس سے زیادہ معلومات پر سردست دسترس حاصل نہیں ہوئی یہ ہے ہندوستان میں نظام امارت کے قیام کی مختصر تاریخ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اکابر اور بزرگوں نے اُس شرعی ذمہ داری سے عہدبرآ ہونے کی ہر دور میں حسب استطاعت جدوجہد فرمائی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را